PAKISTAN ISLAMICUS

(An International Journal of Islamic and Social Sciences)

Volume: 04, Issue: 02, April–June 2024, Pages: 01-12

Journal Website: https://pakistanislamicus.com/index.php/home

Publisher Website: https://www.mircpk.net

HEC "Y" Category

HJRS HEC Journal Recognition System

کیتھ میسی کا حروف مقطعات کے بارے میں نظریہ اور اسلامی روایت: تجزیاتی مطالعہ

THE OPINION OF KEITH MESSAY ABOUT MYSTERIOUS LETTERS OF THE QURAN AND ISLAMIC TRADITION: AN ANALYTICAL STUDY

Dr Sumera Rabia[1], Sadia Arif[2], Sadaf Siraj[3].

[1]Assistant Professor, Institute of Arabic and Islamic Studies, GCWU, Sialkot, Punjab, Pakistan.

[2]MPhil Scholar, Institute of Arabic and Islamic Studies, GCWU, Sialkot, Punjab, Pakistan.

[3]MPhil Scholar, Institute of Arabic and Islamic Studies, GCWU, Sialkot, Punjab, Pakistan.

ARTICLE INFO

Article History:

Received:	February 28, 2024
Revised:	March 25, 2024
Accepted:	March 29, 2024
Available Online:	April 01, 2024

Keywords:

Quran

Mysterious

Letters

Keith Massey

Orientalist

Funding:

This research received no specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:

Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

ABSTRACT

Orientalists have also presented their theories and ideas regarding the mysterious letters of the Quran. These theories encompass diverse viewpoints. According to some, these are ancient names of the chapters of the Quran. Some consider them as symbols indicating the central themes of the chapters. Others take them as references to individuals who were associated with these chapters. This article takes Keith Massey's theory on disjointed letters as the subject of investigation. According to him, the mysterious letters always appear in a specific order. Upon examining the thirteen different disjointed letter combinations found in the Quran, which are present in eleven different chapters, it becomes evident that the presence of letters in these combinations is neither random nor irregular. These letters are actually abbreviations of the names of individuals whom the writers of the Quran have taken the material. The categorisation of individuals' names could be for any reason, and then these individuals were ranked according to their importance, resulting in these disjointed letters appearing in a specific order and creating a certain structure and regularity.

Corresponding Author's Email: sumera.rabaia@gcwus.edu.pk

حروف مقطعات قرآن مجید کی مختلف سورتوں کے آغاز میں آنے والے حروف ہیں۔ حروف مقطعات کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے کوئی صحیح مرفوع حدیث مروی نہیں ہے بس ان حروف کی تعداد ثابت ہے اس لیے ان حروف کے معنی بحث و گفتگو اور غور و فکر کا موضوع بنے رہے ہیں اور ان میں علماء سلف و

خلف نے متعدد مذاہب و مسالک اختیار کیے ہیں۔ جن میں سے دو بنیادی سمجھے جاتے ہیں۔ اول یہ کہ قرآن شریف کے یہ حروف مقطعات اللہ کا راز ہیں، ان کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے اس لیے وہ مخفی اور پوشیدہ علم ہیں، کسی انسان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ان کے بارے میں اندازہ سے بولے اس لیے ہم ان کے ظاہر پر ایمان لاتے ہیں اور ان کا علم اللہ عزوجل کے سپرد کرتے ہیں۔ ان کا فائدہ یہ ہے کہ ان پر ایمان مطلوب ہے۔ اس رائے کے ماننے والے بہت سے لوگ ہیں، ان میں خلفاء راشدین اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے ساتھ ابن حبان، ابو حیان، قرطبیؒ، آلوسی، جلال الدین محلی، اور جلال الدین سیوطی اور ان کے بعد کے دور میں شوکانی، محمد ابوزہرہ، محمد متولی شعراوی وغیرہ اور متاخرین میں مفتی شفیع عثمانی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، جسٹس پیر کرم شاہ، ڈاکٹر اسرار احمد، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا اصلاح الدین یوسف وغیرہ شامل ہیں۔

دوسرا نقطہ نظریہ ہے کہ حروف مقطعات کی تاویل، ان کے مراد و مقصود کا بیان اور ان کے معانی و فوائد کی تلاش، ان صحیح اشارات سے ممکن ہے جو نہ شرع کے خلاف ہوں اور نہ عقل کے۔ ایسے افراد میں خلیل بن احمد، سیبویہ، ابن جریر طبری، ابن عباس، سعید بن جبیر طبری، علامہ شعبی، قاضی عبدالجبار معتزلی، اور متاخرین میں شاہ ولی اللہ، سرسید، محمد عبدہ، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حمید الدین فراہی، مولانا امین احسن اصلاحی وغیرہ شامل ہیں۔

مستشرقین نے بھی حروف مقطعات کے حوالے سے اپنے نظریات وافکار پیش کیے ہیں۔ جو متنوع نقطہ ہائے نظر پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے چند کے مطابق یہ سورتوں کے قدیم نام ہیں۔ کچھ ان کو وہ علامات قرار دیتے ہیں جو سورتوں کے مرکزی مضامین کو ظاہر کرتے ہیں۔ کچھ ان سے مراد ان افراد کے نام لیتے ہیں جنہوں نے ان سورتوں کو تحریر کیا۔ مقالہ ہذا میں مستشرق کیتھ میسی کے حروف مقطعات کے بارے میں نظریہ کو تحقیق کا موضوع بنایا گیا ہے۔

کیتھ میسی عصر حاضر کے ایک معروف محقق اور بائبل کے علوم، عبرانی اور عربی زبان میں میں مہارت تامہ کے حامل مذہبی اسکالر ہیں۔ انھوں نے امریکہ سے اپنی ڈاکٹریٹ کی ڈگری مکمل کی۔ 1996 میں آپ نے ایک مقالہ "A New Investigation of the Mysterious Letters of Quran" تحریر کیا۔ جس میں انھوں نے حروف مقطعات کے حوالے سے اپنے نقطہ نگاہ کو پیش کیا۔

کیتھ میسی کی حروف مقطعات کے حوالے سے آراء

کیتھ میسی کا یہ ماننا ہے کہ قرآن میں موجود حروف مقطعات قرآن کی مکمل تفہیم میں مانع ہیں اور سورتوں کے آغاز میں موجود یہ حروف قرآن کو مکمل طور پر سمجھنے کی راہ میں ایک رکاوٹ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مفہوم کو بیان کرنے یا پھر ان کی حقیقت کو واضح کرنے کے لیے کئی لوگوں نے تحقیق کی اور اپنے نظریات پیش کئے۔ کیتھ میسی بھی خود کو انہی لوگوں میں سے ایک قرار دیتے ہیں اور حروف مقطعات کے حوالے سے اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں۔ [1]

کیتھ میسی کے نزدیک نولڈیکے کا حروف مقطعات کے حوالے سے ابتدائی نقطہ نگاہ جس میں انھوں نے حروف مقطعات کو ان اشخاص کے ناموں کا اختصار قرار دیا تھا جن سے حروف مقطعات پر مشتمل سورتیں حاصل کی گئیں، درست ہو سکتا تھا۔ لیکن بعد میں جب انھوں نے اپنے اس نقطہ نظر سے انحراف کیا اور حروف

مقطعات کے حوالے سے ایک نیا نظریہ پیش کیا تو کیتھ میسی کے نزدیک ان کا اس نقطہ نظر سے انحراف کرنا اور یہ کہنا کہ یہ حروف دراصل مخفی مفہوم کے حامل الفاظ ہیں یا پھر آسمانی کتابوں میں موجود الفاظ کی نقل ہیں اس نے اس نظریہ کو ختم نہیں کیا۔ بلکہ ہرٹ وگ ہرشفیلڈ (Hartwig Hirachfield) نے اس نظریہ کی مزید وضاحت کی اس میں اضافہ کیا اور انھوں نے ان اشخاص کے نام تک تجویز کرنے کی کوشش کی تھی جن سے وہ سورتیں لی گئی تھیں جن کی ابتداء میں حروف مقطعات موجود تھے۔ کیتھ میسی کے نزدیک ان دونوں محققین یا ان جیسے دیگر محققین جنھوں نے حروف مقطعات پر کام کیا ہے ان کے کام میں خامیاں موجود ہیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ حروف مقطعات کو مختلف شخصیات کے ناموں کا اختصار ثابت کرنا اور پھر اس حوالے سے مثالیں پیش کرنا کسی بھی طرح اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ان کا یہ کام درست ہے یا وہ درست نتیجے تک پہنچے ہیں۔[2] وہ لکھتے ہیں:

> "The principle weakness of Noldeke /Hirschfeld's theory, as with all the theories put forth on the issue, is that it does not indeed, cannot prove its case. The ability to produce identification of the letters, whether they may be names or whole words, does not prove that the identifications are correct. To peruse the catalogue of identification is to see more of a tribute to the imagination of the researchers than any solutions."[3]

(نولڈیکے اور ہرشفیلڈ کے نظریہ اور ان جیسے دیگر نظریات کی بنیادی کمزوری یہ ہے کہ یہ در حقیقت اپنے دعوی کو درست ثابت نہیں کر سکتے۔ حروف کی اس طرح سے شناخت کرنا کہ انھیں (اشخاص کے) نام یا مکمل حروف قرار دیا جائے یہ ثابت نہیں کرتا کہ یہ شناخت درست ہے۔ اشخاص کے ناموں یا مکمل حروف کے حوالے سے پیش کردہ یہ فہرست حروف مقطعات کے درست مفہوم سے زیادہ محقق کی تصورانہ صلاحیتوں کا اظہار نظر آتی ہے۔)

کیتھ میسی کا حروف مقطعات کی حقیقت کے حوالے سے جو نقطہ نظر ہے یا ان کی وضاحت کے لیے جو نظریہ وہ پیش کرتے ہیں وہ ان کے نزدیک اتنا منفرد ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ آج تک کسی نے بھی اس پہلو پر غور نہیں کیا۔ ان کے خیال میں حروف مقطعات پر تحقیق کے لحاظ سے زیادہ تر کوشش اسی بات میں صرف کی گئی کہ ان حروف سے ناموں کو یا پھر مکمل با معنی الفاظ کو اخذ کیا جائے۔ چنانچہ یہ پہلو جس کو انھوں نے نمایاں کیا ہے آج تک کسی نے بھی اس پر توجہ نہ دی۔ ان کے خیال میں حروف مقطعات ہمیشہ ایک خاص ترتیب میں ظاہر ہوئے ہیں۔ قرآن پاک میں موجود تیرہ مختلف حروف مقطعات جو کہ گیارہ مختلف مجموعوں کی شکل میں پائے جاتے ان سب پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان حروف مقطعات کے مجموعوں میں حروف کی موجودگی بے ترتیب اور بے قاعدہ نہیں ہے۔ اور کیتھ میسی کے نزدیک حروف مقطعات کی ترتیب میں پائی جانے والے یہ باقاعدگی اس بات کے امکانات کو ختم کرتی ہے کہ یہ حروف مقطعات دراصل لوگوں کے ناموں کا یا پھر دیگر با معنی لفظوں کا اختصار ہیں۔ کیونکہ اگر یہ واقعتا لوگوں کے نام یا پھر با معنی الفاظ یا ان کے مجموعے کا اختصار ہوتے تو اس سے ان کی ترتیب کی

باقاعدگی اور ضابطے پر لازماً ضرب پڑتی اور وہ اپنی ترتیب برقرار نہ رکھ پاتے۔ ان کی ترتیب اور باضابطگی کا برقرار رہنا دراصل اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ ان لوگوں کے نام نہیں ہیں جن سے سورتوں کو حاصل کیا گیا تھا اور نہ ہی یہ بامعنی الفاظ یا ان کا مجموعہ ہیں۔[4] وہ لکھتے ہیں:

> "Comparing the eleven different combinations in which the thirteen different letters appear quickly reveals that the order of the letters is not random or arbitrary. This would not have been expected to happen if the letters stood for sentences or words; such a system would not have been likely able to prevent violations on a ranking."[5]

(تیرہ مختلف حروف مقطعات کے گیارہ مختلف مجموعوں کا جب موازنہ کیا جائے تو یہ بات فوراً ظاہر ہو جاتی ہے کہ ان کی ترتیب نے ہنگم اور بے قاعدہ نہیں ہے۔ اگر حروف مقطعات سے مراد مختلف الفاظ یا جملے ہوتے تو ایسا کبھی بھی نہ ہوتا کیونکہ ایسے ہونے کی صورت میں ان حروف مقطعات کے مجموعوں میں ترتیب اور باقاعدگی کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا تھا۔)

کیتھ میسی کے نزدیک حروف مقطعات جس ترتیب میں پائے جاتے ہیں وہ کچھ یوں ہے:

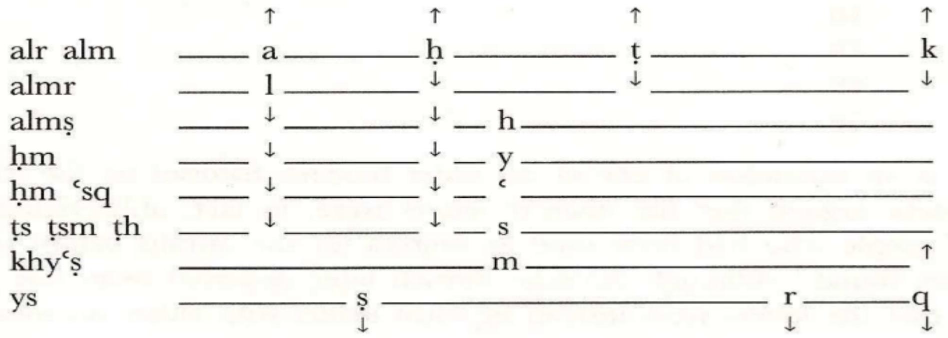

اس ترتیب کے مطابق کیتھ میسی کے نزدیک حروف مقطعات میں سے "م" کبھی بھی "ص" سے پہلے نہیں آیا ہے اور اسی طرح "ص" کبھی بھی "ع" سے پہلے نہیں آیا ہے۔ اسی طرح "ح" کبھی بھی "م" کے بعد نہیں آیا ہے۔ البتہ وہ سمجھتے ہیں کہ سورہ نمبر بیالیس (الشوریٰ) کے آغاز میں موجود حروف مقطعات کے حوالے سے وضاحت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہاں حروف مقطعات کا جو مجموعہ پایا جاتا ہے وہ کچھ یوں ہے "حمعسق" اور پہلی نظر میں یوں لگتا ہے جیسے اس نے اوپر بیان کردہ کیتھ میسی کی حروف مقطعات کی ترتیب کی خلاف ورزی کی ہے۔ مگر ان کے خیال میں ان بات کی وضاحت ذیل میں دی جانے والی دونوں آراء میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے سے ہو سکتی ہے۔[6]

1. حروف مقطعات کے اس مجموعے کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک "حم" اور دوسرا "عسق"۔ اور جب اس مجموعے کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے تو پھر یہ الگ الگ مجموعے بن جائیں گے اور یہ اسی ترتیب کے مطابق ہوں گے جسے کیتھ میسی بیان کرتے ہیں۔
2. ایک اور امکان یہ ہے کہ یہ سورت ایسی چھ سورتوں کے مجموعے کے درمیان میں پائی جاتی ہے جن کا آغاز "حم" سے ہوتا ہے لہٰذا اس کی یہاں موجودگی دراصل اس سورت کو بھی انہی سورتوں کے قبیل میں سے ایک قرار دینے کی وجہ سے ہے۔[7]

کیتھ میسی کے نزدیک پہلی صورت زیادہ قرین قیاس ہے اور یہ ثابت کرتی ہے کہ حروف مقطعات ایک خاص ترتیب کے لحاظ سے وارد ہوئے ہیں اور کسی بھی جگہ اس خاص ترتیب سے انحراف نہیں کیا گیا۔ حروف مقطعات کے ایک خاص ترتیب میں پائے جانے کے باوجود کیتھ میسی کے نزدیک یہ سوال ابھی بھی موجود ہے کہ کیا ان حروف کا ایک خاص ترتیب میں پایا جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ بے قاعدہ اور بے ہنگم نہیں ہیں یا پھر ایسا نہیں ہے اور اتفاقاً یہ ترتیب وجود میں آگئی ہے ؟ وہ سمجھتے ہیں کہ علم شماریات کے لحاظ سے ایسا ممکن ہے کہ بے قاعدہ حروف بھی بظاہر ترتیب اور قاعدہ سے پائے جائیں۔ لیکن حروف مقطعات کے لحاظ سے اس بات کے امکانات کتنے ہیں ؟ اس کا جواب دیتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

> "The answer, unfortunately, is that, because of the many variables in the problem, the odds of random letters such as these having an inviolate ranking is very difficult to calculate."[8]
>
> (بد قسمتی سے اس کا جواب یہ ہے کہ اس مسئلے میں موجود بہت سارے تغیرات کی وجہ سے اس بات کے امکانات کو شمار کرنا بہت مشکل ہے کہ یہ بے ترتیب حروف بظاہر ایک خاص ترتیب کے لحاظ سے پائے جائیں۔)

اسی طرح وہ سمجھتے ہیں کہ علم شماریات کے ذریعے ہم محض امکانات کو شمار کر سکتے ہیں لیکن یقین کے ساتھ کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ اگر ہم بے ترتیب حروف کو ایک خاص ترکیب کے لحاظ سے پا بھی لیں تو پھر بھی اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ حروف یا اعداد کی یہ ترتیب بے قاعدہ نہیں ہے۔ پس وہ سمجھتے ہیں کہ علم شماریات کے لحاظ سے قرآن مجید کے حروف مقطعات کے بارے میں یہ امکان کہ یہ بے ترتیب اور بے قاعدہ متفرق حروف ہیں بہت ہی کم ہے۔ بلکہ ان کا ایک خاص ترتیب میں ہونا اس بات کی طرف لے جاتا ہے کہ اس ترتیب اور باقاعدگی کی وجہ اتفاق نہیں ہے۔[9]

لہذا کیتھ میسی کے نزدیک اگر حروف کی ترتیب بے قاعدہ نہیں ہے تو اس سے ان امکانات کو آسانی کے ساتھ رد کیا جا سکتا ہے جن کے ذریعے ہم ان سے مراد با معنی الفاظ یا جملے لیتے ہیں۔ کیونکہ اگر ان میں کوئی معنی خیزی پائی جاتی ہوتی یا وہ کسی خاص بات کی طرف دلالت یا اشارہ کر رہے ہوتے تو ان کے اندر یہ ترتیب اور باقاعدگی نہ پائی جاتی جیسا کہ ابھی موجود ہے۔ اسی طرح کیتھ میسی کے نزدیک اس نظریہ کا بھی رد ہو جاتا ہے کہ یہ حروف محض آسمانی یا الہامی الفاظ کی نقول ہیں جن کے کوئی معنی نہیں ہیں۔

کیتھ میسی کے نزدیک چونکہ یہ با معنی الفاظ اور جملے نہیں ہیں اور پھر یہ ایک خاص ترتیب کے لحاظ سے پائے جاتے ہیں تو اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ قرآن مجید میں ان کا اضافہ کیا گیا ہے۔ لہذا ان کے نزدیک یہ بات ہمیں نولڈیکے اور ہرشفیلڈ کے نظریے کی طرف لوٹاتی ہے جس کی رو سے یہ حروف دراصل ان افراد کے ناموں کے اختصار کی فہرست ہیں جن کو قرآن کے لکھنے والوں نے مرتب کیا۔ افراد کے ناموں کی یہ درجہ بندی کسی بھی وجہ سے ہو سکتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> If the letters are an ordered list, the best candidate for referent is the names of people who, for some reason, are ranked by the person who has put down the letters.[10]

(اگر یہ حروف ایک باترتیب فہرست ہیں تو پھر یہ فہرست دراصل لوگوں کے نام ہیں جس کو کسی وجہ سے ان حروف کے لکھنے والے فرد نے ترتیب دیا ہے۔)

اب اس ترتیب کی وجہ کیا ہو گی تو اس لحاظ سے کیتھ میسی کا یہ ماننا ہے کہ جیسے تحقیق کے میدان میں کسی متن سے متعلقہ ماخذوں کو اس طرح ترتیب دیا جاتا ہے کہ ان میں سے جو زیادہ اہمیت کے حامل ہوتے ہیں ان کے درجہ بلند ہوتا ہے۔ان کی اہمیت کے لحاظ سے زیادہ سے کم اہمیت والے ماخذوں کی طرف جاتے ہوئے ایک فہرست تیار کی جاتی ہے۔ جس کی ایک مثال انھیں عہد نامہ جدید میں ملتی ہے۔ جس کے اندر مختلف مقامات پر مختلف ماخذوں کا ذکر ایک خاص ترتیب کے لحاظ سے کیا گیا ہے اور اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جو بات یہاں نقل کی جارہی اس کے عینی شاہدین میں کون کون لوگ شامل ہیں اور پھر ان کو اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ جو زیادہ اہمیت کے حامل ہوتے ہیں وہ فہرست کی ابتداء میں آجاتے ہیں۔اسی طرح ان کے درجات کے لحاظ سے فہرست کو مرتب کیا جاتا ہے۔[11]

لہذا کیتھ میسی کے نزدیک دراصل یہی معاملہ حروف مقطعات کا بھی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید کے حروف مقطعات بھی دراصل ان افراد کے ناموں کا اختصار ہیں جن سے اس کے متن کو حاصل کیا گیا تھا اور پھر ان افراد کی ان کی اہمیت کے لحاظ سے درجہ بندی کر دی گئی جس سے یہ حروف مقطعات ایک خاص ترتیب میں آگئے اور ان کے اندر ایک خاص ضابطہ اور باقاعدگی پیدا ہو گئی۔ وہ لکھتے ہیں:

> When Zaid ibn Tabit, at the order of Uthman, compiled the Quran, he used several sources for those Surahs which had either more than one source (or perhaps whose reading was supported by more than one source, as in the Greek New Testament), he acknowledged those sources by listing one letter abbreviations of them, in his perceived rank of importance.[12]
>
> (جب زید بن ثابت نے حضرت عثمانؓ کے حکم پر قرآن پاک کی تدوین کا آغاز کیا تو اس مقصد کے لیے انھوں نے کئی ماخذوں کا سہارا لیا۔ لیکن وہ سورتیں جن کے ماخذ ایک سے زائد تھے (یا پھر ان کی تصدیق ایک سے زائد ماخذوں سے ہو رہی تھی جیسا کہ لاطینی عہد نامہ جدید کی) تو اس نے ان ماخذوں کے ناموں کے ایک حرف پر مشتمل اختصار کی صورت میں ایک فہرست مرتب کی جس کی ترتیب انھوں نے ان کی اپنے تئیں پائی جانے والی اہمیت کے لحاظ سے دی۔)

کیتھ میسی کے نزدیک زید بن ثابت نے جس طرح ان ماخذوں کو ترتیب دیا وہ ترتیب مستقل تھی یعنی اس میں انھوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہرشفیلڈ نے جس طرح ان علامات سے ان ماخذوں کے نام اخذ کیے ہیں، جن کو زید بن ثابت نے حروف مقطعات کی شکل میں درج کیا تھا، ان کی صحت کے بارے میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے یہ جن لوگوں کے نام ہوں ان کا ذکر اس سے قبل کاتب وحی یا پھر راوی حدیث کے طور پر نہ پایا جاتا

ہو۔ان کے نزدیک ان حروف مقطعات کی صورت میں ماخذوں کے نام درج کرنے کا مقصد دراصل یہ تھا کہ قرآن مجید کے متن کے درست ہونے کے بارے میں لوگوں کے اندر اعتماد پیدا کیا جاسکے اور ان کے اندر بے یقینی اور شک کو ختم کیا جائے جو قرآن کے متن کے حوالے سے ان میں پائی جاتی تھی۔[13]

اسی طرح کیتھ میسی کا یہ بھی ماننا ہے کہ وہ حروف مقطعات جو اکیلے وارد ہوئے ہیں اور حروف کے مجموعوں کی شکل میں موجود نہیں ہیں جیسا کہ "ن" اور "ق" وغیرہ تو ان کو یہاں درج کرنے کا مقصد وہ نہیں بھی ہو سکتا جو حروف مقطعات کے مجموعوں کا ہے۔ جیسا کہ حرف "ن" سے مراد حضرت یونسؑ کے قصے میں موجود وہ بڑی مچھلی ہے جس کا اس سورت میں آیا ہے جس کے آغاز میں یہ موجود ہے۔[14]

تبصرہ

مولانا کے تفسیری اصولوں کو سامنے رکھ کر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ مولانا مسلمانوں کی تاریخ کا دقیق نظری سے مطالعہ کیا اور خاص کر تفسیر کے حوالے سے ان کی نظر بہت وسیع ہے۔ مولانا نے پہلی صدی سے لے کر تیرھویں صدی تک کے مفسرین کو سامنے رکھ کر اپنا نقطۂ نظر پیش کیا اور واضح کیا کہ مسلمانوں کے دورِ زوال یا دورِ انحطاط میں علمِ تفسیر میں کوئی خاص کارنامے انجام دیئے بلکہ ایسی تفاسیر لکھی جو بے معنی تھیں۔ جس کے لئے مولانا نے بیضاوی اور جلالین کی مثالیں دیں۔اس طرح مولانا کے نزدیک تفسیر بالرائے غلط نہیں بلکہ اس سے تفکر، تعقل کا دروازہ کھلتا ہے۔ مسلمانوں کی اندھی تقلید کا یہ عالم تھا کہ غلطیوں کی اصلاح کرنے کے بجائے ان غلطیوں کا دفاع کیا۔ جس سے معاملات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے۔ بہر حال بحیثیتِ مجموعی مولانا نے تفسیر کے اصولوں میں ایک تاریخ کا خلاصہ سامنے رکھ دیا ہے جو ہر خاص وعام کے لئے مفید ہے۔

حروف مقطعات کے حوالے سے کیتھ میسی کی آراء کا تجزیہ

قرآن مجید وہ واحد کتاب ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالی نے اپنے اوپر لی ہے۔[15] اسی طرح صرف قرآن مجید ہی کا دعوی ہے کہ وہ ایک محفوظ کتاب ہے۔[16] اللہ تعالی کی طرف سے حفاظت کی ذمہ داری کے باوجود مسلمانوں نے اس کی حفاظت کی ضرورت سے آنکھیں بند نہیں کیں۔ نہ صرف اس کا ایک ایک حرف اور حرکت محفوظ ہے بلکہ اس کے الفاظ کی ادائیگی کے طریقے بھی تسلسل اور تواتر کے ساتھ پوری صحت سے ہم تک پہنچے ہیں۔ قرآن کے نزول کے ساتھ ہی اس کی کتابت کا اہتمام کیا گیا۔ اس کی ترتیب بھی وہی ہے جو اللہ تعالی کی طرف سے دی گئی تھی۔ لیکن مستشرقین نے قرآن کو اپنی کتابوں کے برابر لانے کے لیے قرآن کے متن کے غیر معتبر ہونے کے نقطہ نگاہ کو ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔

کبھی وہ قرآن کے متن کے منجانب اللہ ہونے سے انکار کرتے ہیں تو کبھی وہ اس کو تغیر و تبدل کا شکار سمجھتے ہیں۔ کبھی وہ اسے قدیم یہودی کتب سے ماخوذ کی ہوئی ایک کتاب قرار دیتے ہیں تو کبھی ایک دیوانے کا کلام۔ وہ اس کے متن کے محفوظ ہونے سے تو انکاری ہیں ہی اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بے بنیاد الزام بھی لگاتے

ہیں کہ خلفائے راشدین نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے اس کو استعمال کیا۔اسی طرح نہ صرف وہ عہد صدیقی اور عہد عثمانی میں جمع قرآن کو اپنی تنقید کا نشانہ بناتے ہیں بلکہ اس بات کا بھی دعوی کرتے ہیں ان ادوار میں قرآن پاک میں کئی مقامات پر تخفیف اور کچھ مقامات پر اضافے کر دیئے گئے۔انہی بے بنیاد اعتراضات کی ایک کڑی حروف مقطعات کے حوالے سے کی جانے والی لن ترانیاں ہیں۔ حروف مقطعات کے حوالے سے اپنے نقطہ نگاہ کو پیش کرنے والے مستشرقین کی کثیر تعداد اس بات کی حامی ہے کہ حروف مقطعات وحی الٰہی کا حصہ نہیں ہیں ان کو بعد میں قرآن کے متن میں شامل کیا گیا ہے لیکن مستشرقین کے تمام دعووں کے برعکس اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حروف مقطعات دراصل قرآن کے متن کا ہی حصہ ہیں۔لاتعداد ایسے ثبوت اور شواہد موجود ہیں جو اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ قرآن کا متن نہ تو نبی کریم ﷺ کے تیار کردہ تھا اور نہ ہی یہود و نصاری کی کتابوں سے چرایا ہوا۔یہ وحی الٰہی کا حصہ تھے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر قرآن مجید کی صورت میں نازل فرمایا تھا۔قرآن پاک میں متعدد جگہوں پر اس بات کا اقرار اور اشارہ موجود ہے کہ یہ کلام اللہ کا نازل کردہ ہے۔ مستشرقین کی ان قیاس آرائیوں کے برعکس قرآن مجید نے اپنے کلام الٰہی ہونے پر کھلے حقائق پیش کیے ہیں اور لوگوں کو خود فیصلہ کرنے کو کہا ہے کہ حقائق سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔جیسا کہ سورۃ یونس کی آیت نمبر 16 میں فرمایا گیا ہے۔

"قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ"[17]

(کہہ دے اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا اور نہ وہ تمھیں اس کی خبر دیتا، پس بے شک میں تم میں اس سے پہلے ایک عمر رہ چکا ہوں، تو کیا تم نہیں سمجھتے؟)

اسی طرح سورۃ النحل کی آیت نمبر 101 سے 103 تک فرمایا ہے:

"وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (101) قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ (102) وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ (103)"[18]

(اور جب ہم کوئی آیت کسی دوسری آیت کی جگہ بدل کر لاتے ہیں اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے جو وہ نازل کرتا ہے، تو وہ کہتے ہیں تو تو گھڑ کر لانے والا ہے، بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔ کہہ دے اسے روح القدس نے تیرے رب کی طرف سے حق کے ساتھ تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے، تاکہ ان لوگوں کو ثابت قدم رکھے جو ایمان لائے اور فرماں برداروں کے لیے ہدایت اور خوش خبری ہو۔اور بلاشبہ یقیناً ہم جانتے ہیں کہ بے شک وہ کہتے ہیں اسے تو ایک آدمی ہی سکھاتا ہے، اس شخص کی زبان، جس کی طرف وہ غلط نسبت کر رہے ہیں، عجمی ہے اور یہ واضح عربی زبان ہے۔)

اسی طرح سورۃ المائدہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"و أنزلْنا إلَيْكَ الكِتاب بِالحَقِّ مُصَدِّقاً لِما بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ الكِتابِ وَمُهَيْمِناً"[19]

(اور آپ پر ہم نے کتاب اتاری۔ تحقیق وہ تصدیق کرتی ہے اس کی جو اس سے پہلے ہے اور سب پر شامل اور سب کی (صداقت وتعلیمات کی) محافظ ہے۔)

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

"إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَ أَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَ آتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا(163) "[20]

(بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی کی جیسے وحی بھیجی نوحؑ اور ان کے بعد کے نبیوں کو اور ہم نے وحی کی ابراھیمؑ، اسمعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور ان کی اولاد کو، عیسیٰؑ، ایوبؑ، یونسؑ، ہارونؑ، سلیمانؑ کی طرف اور ہم نے داؤدؑ کو زبور عطا کی۔)

یہ تمام آیات اس حقیقت کا اظہار کرتی ہیں کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ جسے اس نے اپنے بندے پر نازل فرمایا ہے۔ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 23 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمّا نَزَّلْنا عَلَى عَبْدِنا فَأْتُوْا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوْا شُهَداءَكُمْ مِنْ دُونِ اللهِ إِنْ كُنْتُمْ صادِقِينَ(23) "

(ہم نے اپنے بندے پر جو کچھ اُتارا ہے اگر اس میں تمہیں شک ہے اور اس میں تم سچّے بھی ہو تو اس جیسی ایک سورۃ بنا کر لاؤ، اور تم چاہو تو اللہ کے علاوہ اپنے مددگاروں کو بھی بلالو۔)

اسی طرح سورۃ یونس میں ارشاد ہوتا ہے:

أَمْ يَقُولُونَ افْتَراهُ قُلْ فَأْتُوْا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوْا مَنْ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللهِ إِنْ كُنْتُمْ صادِقِينَ (38) [21]

(کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو گھڑ لیا ہے؟ تو پھر ان سے کہیے کہ اس جیسی ایک سورۃ لا کر دکھاؤ اور اللہ کے علاوہ جس کو بلا سکتے ہو بلالو اگر تم سچّے ہو۔)

جیسے اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ قرآن مجید اور حروف مقطعات وحی الٰہی کا حصہ ہیں جو نبی کریم ﷺ پر نازل ہوتی رہی اسی طرح اس بات کے واضح اور ناقابل تردید دلائل موجود ہیں کہ قرآن پاک کا متن ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رہا ہے۔ نہ صرف اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے اندر اس کی حفاظت کا ذمہ لیا بلکہ اس وعدہ کو اکمل واحسن طریق پر پورا کر کے دکھایا۔ آج اس بات کو بلا تامل قبول کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید کے متن پر دنیا بھر

کے مسلمانوں کا اتفاق ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی لانے کی کوشش بیکار ثابت ہوتی ہے۔ قرآن مجید کے متن کو اس کے نزول کے فوراً بعد ہی سے حفظ اور کتابت کے ذریعے محفوظ کر دیا جاتا تھا۔ جیسا کہ کتابت وحی کے حوالے سے یہ روایت ملتی ہے کہ نزول وحی کے فوراً بعد اسے لکھ لیا جاتا تھا۔ اس کی وضاحت حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں:

"كُنْتُ أُكْتُبُ الوَحَى لِرَسُولِ اللهِ ﷺ وكانَ اِذانْزِلَ عَلَيهِ الوَحَى اِخْذَتْهُ بِرَحاءَشْدِيدَةَ وَعَرْفامْثَلَ الجُمانِ،ثُمَّ سَرَى عَنْهُ،فَكُنْتُ اُدْخُلُ عَلَيهِ بِقِطْعَةِ الكَتِفِ اوْكِسْوَةٍ، فَاُكْتُبْ وَهُوَيَمْلَى عَلَى، فَما اِفْرُغْ حَتَّى تَكادُ رِجْلَى تَنْكَسِرُمِنْ ثِقَلِ القُرآنِ حَتَّى اِقُولَ لاِامَشَى عَلَى رِجْلَى اِبْداً ،فاذاً فَرَغْتُ ، قالَ : أُقْراءُ فانْ كانَ فِيهِ سَقَطَ اِقامَهُ ثُمَّ اُخْرُجُ بِهِ اِلَى الناسِ۔"[22]

میں رسول اللہ ﷺ کے لیے وحی کی کتابت کرتا تھا۔ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کو سخت گرمی لگتی تھی۔ اور آپ ﷺ کے جسم اطہر پر پسینہ کے قطرے موتیوں کی طرح ڈھلکنے لگتے تھے پھر آپ ﷺ سے یہ کیفیت ختم ہو جاتی تو میں مونڈھے کی کوئی ہڈی یا کسی اور چیز کا ٹکڑا لے کر خدمت میں حاضر ہوتا۔ آپ ﷺ لکھواتے رہتے اور میں لکھتا رہتا۔ یہاں تک کہ جب میں لکھ کر فارغ ہو جاتا تو قرآن کو نقل کرنے کے بوجھ سے یوں محسوس ہوتا جیسے میری ٹانگ ٹوٹنے والی ہے اور میں کبھی نہیں چل سکوں گا۔ جب میں فارغ ہو جاتا تو آپ ﷺ فرماتے پڑھو! میں پڑھ کر سناتا۔ اگر اس میں کوئی فرد گذاشت ہوتی تو آپ ﷺ اس کی اصلاح فرما دیتے پھر اسے لوگوں کے لیے لے جایا جاتا۔

حضرت عثمان سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ جب بھی ایک یا ایک سے زائد سورتیں نازل ہوتیں تو آپ ﷺ کسی کاتب کو بلا کر فرماتے کہ یہ آیات فلاں سورۃ میں شامل کر دیں۔ اسی طرح جب کوئی آیت نازل ہوتی تو اس کے بارے میں بھی فرماتے کہ اسے فلاں سورۃ میں شامل کر دیں۔[23]

عہد نبوی میں قرآن کے مکمل شکل میں موجود ہونے کے شواہد موجود ہیں۔ مثلاً نبی کریم ﷺ کے بارے میں لاتعداد روایات موجود ہیں کہ آپ ﷺ مختلف نمازوں میں کون کون سی سورتیں تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے متعدد سورتوں کے فضائل بیان فرمائے۔ مختلف مواقع پر مختلف سورتوں کے پڑھنے کی ترغیب دی۔ اسی طرح متعدد ایسی احادیث بھی ملتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر سال رمضان میں حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ قرآن مجید کا دورہ کیا کرتے تھے اور آخری رمضان المبارک میں آپ ﷺ نے دو مرتبہ دورہ قرآن فرمایا جسے عرضہ اخیرہ کہا جاتا ہے۔[24] یہ سب باتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ قرآن کا متن عہد نبوی ﷺ میں مرتب شکل میں مکمل طور پر موجود تھا۔ اور ان سورتوں میں آیات کی تعداد، ان کی طوالت اور ان کے نام عہد نبوی میں معروف تھے۔ یہی حال ان سورتوں کا بھی ہے جن کے آغاز میں حروف مقطعات موجود ہیں۔

خلاصہ بحث

جب کہ نبی کریم ﷺ سے صحابہ کرامؓ نے قرآن سیکھا اوران کی زندگی میں ہی اسے دھرایا کرتے تھے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ حروف مقطعات بعد میں اس میں اضافہ کردیئے گئے اور کسی کو اس پر اعتراض نہ ہوا۔ پوری اسلامی تاریخ میں کوئی ایک بھی مثال ایسی نہیں ملتی جس میں حروف مقطعات پر یہ سوال اٹھایا گیا ہو کہ یہ قرآن کا حصہ نہیں ہیں۔ پس یہ تمام حقائق اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ قرآن کے کسی حصے کا ضائع ہو جانا، یا اس میں ردوبدل ہونا یا کسی شے کا اضافہ ہونا محال تھا۔ لہذا کیتھ میسی کا یہ ماننا کہ حروف مقطعات دراصل ان مصادر کی نشاندہی کرتے ہیں جن سے ان سورتوں کو حاصل کیا گیا تھا جن کے آغاز میں یہ موجود ہیں، حقیقت پر مبنی نہیں۔ قرآن مجید منزل من اللہ ہے اور اس کی حفاظت کا اہتمام ابتداء ہی سے موجود ہے اس میں کسی قسم کی کوئی تحریف نہیں پائی جاتی۔

حروف مقطعات کے حوالے سے مستشرقین کا نقطہ نگاہ اس لیے بھی قابل قبول نہیں ہے کہ ان کے نقطہ نگاہ میں کوئی اتفاق رائے نہیں پایا جاتا۔ مشرکین مکہ کی طرح ان کے قرآن پر کیے گئے اعتراضات یا پھر قرآن کے حوالے سے پیش کیے گئے نظریات یکساں نہیں ہیں۔ ایک مستشرق کی پیش کی گئی رائے کو دوسرا رد کر دیتا ہے اور لایعنی قرار دیتا ہے۔ ان کے ہاں موقف کی یکسانیت اور ہم آہنگی نہیں پائی جاتی۔

ایک محقق حروف مقطعات کو نبی کریم ﷺ کے دور کی پیداوار قرار دیتا ہے تو دوسرا اس بات کا انکار کرتے ہوئے اسے کاتبان وحی کی کاوش قرار دیتا ہے۔ کچھ حروف مقطعات کو قرآن پاک کے متن کے ماخذوں کے نام کا اختصار قرار دیتے ہیں تو کچھ ان کو سورتوں کے پرانے نام۔ اسی طرح کچھ مستشرقین کے نزدیک یہ تعارفی کلمات ہیں اور کچھ کے نزدیک یہ وہ حروف ہیں جو سورتوں کے اندر بار بار آئے ہیں۔ کوئی انھیں بسم اللہ کا مخفف قرار دیتا ہے تو کوئی انھیں جادوئی علامات، کسی کے نزدیک یہ حروف قرآن مجید کے متن میں تورات سے متاثر ہو کر لکھے گئے تو کوئی اس بات کا انکار کرتا ہے۔ کوئی انھیں علم قبالہ کی اختراع بتاتا ہے تو کوئی انھیں لوگوں کو متاثر کرنے کا ذریعہ۔ الغرض نہ صرف ان کا نقطہ نگاہ ایک دوسرے سے مختلف ہے بلکہ متضاد ہے۔ لہذا مستشرقین کے نقطہ نگاہ کا اختلاف بھی اس بات کی علامت ہے کہ وہ غلط نہج پر کام کرتے رہے ہیں۔

حوالہ جات

[1]: Keith Massey, A new investigation into the "mystery letters" of the Quran, E.J Brill, Leiden, 1996, pp.498

[2]: ibid

[3]: ibid

[4]: ibid, pp.499

[5]: ibid

[6]: ibid, pp. 498

[7]: ibid, pp. 499

[8]: ibid, pp. 500

[9]: ibid

[10]: ibid, pp.501

[11]: ibid

[12]: ibid

[13]: ibid, pp. 502

[14]: ibid

[15]: الحجر : 9

Al-Hījār: 9

[16]: القیامہ : 17

Al-Qīyāmā:17

[17]: یونس 10 :16

Yōūnās 10:16

[18]: النحل16: 101-103

Al-Nākhāl 16: 101-103

[19] : المائدہ5: 48

Al-Māidā 5: 48

[20]: النساء 4: 163

Al-Nīsā 4: 163

[21]: یونس 10: 38

Yōūnās 10L 38

[22]: الہثیمی ، نور الدین، مجمع الزوائد و منبع الفوائد ، دارالکتاب العربی، بیروت، 1967،ج: 1 ، ص:152

Al-Hāsēmī, Nōōr ūl Dīn, Majmā ūl Zāwa'id wā Mānbā ūl Fāwa'id, Dār ūl Kūtub ūl Arābī, Bērūt, 1967, Vol:1, Pg:152

[23]: ترمذی ، محمد بن عیسیٰ، امام ، جامع ترمذی، دار الکتب العلمیہ، دمشق، 1965 ، باب سورۃ التوبہ سے بعض آیات کی تفسیر، ح:3086

Trīmzī, Mūhāmmād bīn Eēsā, Imām, Jāmīe Trīmzī, Dār ūl Kūtub ūl Ilmīyā, Damāshq, 1965, Bāāb Sōrāt ūl Tōōbā Sāy Bāz Ayāt kī Tāfsēr, Hadith: 3086

[24] : ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی (م 303ھ)،سنن نسائی، دار السلام للنشر والتوزیع،ریاض ،2001، باب: ماہ رمضان میں نبی اکرم ﷺ کی مہربانی اور جودو سخا کا بیان، ح: 2097

Abū Abdūl Rēhmān, Ahmād bīn Shūā'b Al-Nīsāi, Sūnān Al-Nīsāi, Dār ūl Islām līl Nāshēr wā Toūzī, Rīyāz, 2001, Bāāb: Mā'h ē Rāmzān Māīn nābī Akrām (SAW) kī Mēhārbānī Aur Jūdō Sakhā kā bīyān, Hadttih: 2097